ماہنامہ

# صدائے علم

ربیع الاوّل ۱۴۴۷ اگست ۲۰۲۵

شمارہ ہشتم


نگراں مولانا سید غلام رضا زیدی

ایڈیٹر سید محسن رضا واسطی

# جامعہ بیت العلم پھندیڑی سادات کا ترجمان

## فرست مضامین


اداریہ ........................................................................ 3

آفتاب رسالت کے اخلاق کریمانہ کی کچھ جھلکیاں ................................. 5

عالی جناب مولانا سید حسین اختر رضوی اعظمی صاحب ............................. 5

مدینہ کی درسگاہ سے یونیورسٹیوں تک امام صادق علیہ السلام کی علمی بصیرت .......... 10

عالی جناب مولانا سید رضی حیدر صاحب پھندیڑوی ................................. 10

اتحاد بین المسلمین اور سیرتِ رسول اکرم ﷺ ......................................... 13

عالی جناب مولانا تصور حسین صاحب ، قم ایران ..................................... 13

ربیع الاوّل رحمت و حکمت کا مہینہ ............................................... 16

عالی جناب ڈاکٹر سید فتح محمد زیدی صاحب مقیم قم ایران .......................... 16

اسلام کی نگاہ میں انسان کی اہمیت اور اسکی زندگی کا مقصد ........................ 21

عالی جناب مولانا سید قنبر رضا زیدی صاحب مقیم ایران ............................ 21

اعمال ماہ ربیع الاوّل ........................................................... 26

**1مفاہیم قرآن** .................................................................. 30

عالی جناب مولانا سید حیدر عباس رضوی صاحب الہ آبادی کانگو افریقہ ................ 30

نوحہ ............................................................................... 35

اے شہرِ نبی پہچان ذرا ہم لوگ مدینے والے ہیں .................................... 35

عالی جناب مومن اختر زیدی صاحب پھندیڑوی ........................................ 35

قصیدہ .............................................................................. 38

عالی جناب مولانا مرزا اظہر عباس صاحب سانکھنوی .................................. 38



**نگراں : مولانا سید غلام رضا زیدی**

**ایڈیٹر : سید محسن رضا واسطی**

**جوائنٹ ایڈیٹر : مرزا اظہر عباس**

معاونین :

مولانا شمر نقوی لکھنؤ

مولانا عرفان علی سانکھنوی

مولانا اسد رضا میر جریلی

ڈاکٹر سید منہال رضا زیدی

مولانا ذیشان حیدر سیتھل

مولانا اکرم علی زیدی سیتھل

## اداریہ

مکہ و مدینہ! وہ مقدس شہر ہیں اور خصوصا مدینہ منورہ جہاں کے ذرے ذرے میں وحی کی کرنیں سمٹ آئیں، جہاں مسجدِ نبوی کی کچی دیواروں سے ایسا نور پھوٹا کہ دنیا کے سب سے عظیم جامعات بھی اس کے فیضان کے سامنے ماند پڑ گئے۔ وہی درسگاہ جہاں استادِ کائنات، حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بنفسِ نفیس شاگردوں کو قرآن و حکمت کی تعلیم دیتے اور صحابہ کرامؓ اپنے قلوب کو نورِ ایمان سے منور کرتے۔ مدینہ کی یہ درسگاہ دراصل انسانیت کی پہلی "یونیورسٹی" تھی، جس کے نصاب میں رب کی معرفت، دلوں کی تطہیر اور انسانیت کی خدمت درج تھی۔

قرآن مجید نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق کو ان الفاظ میں خراجِ تحسین پیش کیا:

﴿وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ﴾ (القلم: 4)

"اور بے شک آپ اخلاق کے اعلیٰ مرتبے پر فائز ہیں۔"

آپؐ کی حیاتِ طیبہ میں ہم دیکھتے ہیں کہ عفو و درگزر آپ کی طبیعت میں اس طرح رچا بسا تھا کہ طائف میں پتھر کھانے کے باوجود فرمایا:

"اے اللہ! میری قوم کو ہدایت دے، کیونکہ وہ نہیں جانتے۔"

اور مکہ کی فتح کے دن آپؐ نے اعلان کیا:

" الیوم، اذھبوا فأنتم الطلقاء لا تثریب علیکم "

"آج تم پر کوئی گرفت نہیں، جاؤ! تم سب آزاد ہو۔"

یہ وہ اخلاقِ کریمانہ ہیں جنھوں نے دشمنوں کو دوست بنایا اور ظلمتوں کو اجالوں میں بدلا۔

اسلام نے واضح کر دیا کہ انسان کی زندگی کا اصل مقصد کیا ہے۔ قرآن مجید ارشاد فرماتا ہے:

﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ﴾ (الذاریات: 56)

"میں نے جن و انس کو صرف اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا۔"

یوں انسانی زندگی کا ہر لمحہ دراصل بندگی کی لڑی میں پرویا جانا چاہیے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"أفضل الناس أنفعهم للناس"

"سب سے بہتر انسان وہ ہے جو دوسروں کے لیے سب سے زیادہ نفع بخش ہو۔"

پس زندگی کا مقصد صرف ذاتی نجات نہیں، بلکہ انسانیت کی خدمت اور اللہ کی رضا کا حصول ہے۔

اتحاد بین المسلمین کے حوالے سے قرآن ہمیں مخاطب کر کے کہتا ہے:

﴿وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا﴾ (آل عمران: 103)

"اللہ کی رسی کو سب مل کر مضبوطی سے تھام لو اور تفرقہ مت ڈالو۔"

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"المؤمن للمؤمن كالبنيان يشد بعضه بعضا"

"مومن مومن کے لیے ایک عمارت کی مانند ہے جس کے اجزاء ایک دوسرے کو مضبوط کرتے ہیں۔"

یہی وجہ ہے کہ آپؐ نے مہاجرین و انصار کو بھائی بھائی بنایا، اوس و خزرج کی پرانی دشمنیاں مٹا دیں، اور ایک ایسا معاشرہ قائم کیا جہاں رنگ و نسل کا امتیاز مٹ گیا اور صرف تقویٰ ہی فضیلت کا معیار ٹھہرا۔

اے اہلِ اسلام! آج ہمارے بکھرے ہوئے قافلے کو پھر سے اسی مدینہ کے نور کی ضرورت ہے۔ ہمارے مدارس و جامعات اگر مدینہ کی درسگاہ کے نقشِ قدم پر چلیں، ہمارے اخلاق اگر آفتابِ رسالتؐ کے آئینے میں ڈھلیں، ہمارے مقاصد اگر بندگیِ الٰہی سے جڑ جائیں، اور ہمارے دل اگر اتحاد کی ڈوری میں پروئے جائیں—تو دنیا کی کوئی طاقت امت کے عروج کو روک نہیں سکتی۔

مدینہ کی درسگاہ سے یونیورسٹیوں تک یہی پیغام گونج رہا ہے

"علم ہو تو اخلاق کے ساتھ، مقصد ہو تو بندگی کے ساتھ، اور امت ہو تو اتحاد کے ساتھ"!

# آفتاب رسالت کے اخلاق کریمانہ کی کچھ جھلکیاں

عالی جناب مولانا سید حسین اختر رضوی اعظمی صاحب

سحر عالمی نیٹ ورک تہران ایران

پیغمبر اسلام حضرت محمد بن عبد اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم، حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ذریت طیبہ اور اللہ کے آخری پیغمبر ہیں۔ آپ کی ولادت ۱۷ ربیع الاول کو شہر مکہ میں ہوئی تھی، بچپن میں ہی والدین کا انتقال ہو گیا اور آپ کی کفالت آپ کے دادا حضرت عبدالمطلب اور آپ کے چچا حضرت ابو طالب علیہما السلام نے کی، آپ جوانی میں ہی محمد امین کے لقب سے مشہور ہو گئے۔ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم چالیس سال میں مبعوث برسالت ہوئے اور مسلسل ۲۳ برسوں تک کلمہ توحید کی سربلندی اور تبلیغ اسلام کے بعد علی بن ابی طالب علیہما السلام کو اپنا جانشین بنا کر ۶۳ برس کے سن میں رحلت فرما گئے۔

تاریخ اسلام کے مطابق پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بشریت کے ایک ایسے تاریک ترین دور میں دنیا میں تشریف لائے کہ جب لوگ شرک، بت پرستی، غلاموں اور ماتحتوں پر ظلم و ستم کے سوا کچھ نہیں جانتے تھے اور مورخین نے اس دور کو "زمانہ جاہلیت" کے نام سے تعبیرکیا ہے۔ مولائے متقیان حضرت علی علیہ السلام زمانہ جاہلیت میں عربوں کے حالات کے بارے میں فرماتے ہیں: إِنَّ اللَّهَ بَعَثَ مُحَمَّداً صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ سَلَّمَ نَذِيراً لِلْعَالَمِينَ، وَ أَمِيناً عَلَى التَّنْزِيلِ، وَ أَنْتُمْ مَعْشَرَ الْعَرَبِ عَلَى شَرِّ دِينٍ، وَ فِي شَرِّ دَارٍ، مُنِيخُونَ بَيْنَ حِجَارَةٍ خُشْنٍ، وَ حَيَّاتٍ صُمٍّ تَشْرَبُونَ الْكَدِرَ، وَ تَأْكُلُونَ الْجَشِبَ، وَ تَسْفِكُونَ دِمَاءَكُمْ، وَ تَقْطَعُونَ أَرْحَامَكُمْ. الْأَصْنَامُ فِيكُمْ مَنْصُوبَةٌ وَ الْآثَامُ بِكُمْ مَعْصُوبَةٌ. خداوندعالم نے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو رسالت پر مبعوث فرمایاتاکہ اہل دنیا کو ڈرائیں اور اس کی آیات کے امین ٹھہریں جب کہ اس وقت تم قوم عرب بدترین دین اور آئین پر کاربند تھے اور بدترین زمینوں پر سنگلاخ پتھروں اور ناشنوا سانپوں کے درمیان رہائش پذیر تھے، (اسی لیے کسی چیز سے نہیں ڈرتے تھے!) گدلا پانی پیتے تھے اور ناگوار کھانے کھاتے تھے، ایک دوسرے کا خون بہاتے تھے اور قطع رحمی کرتے تھے، تمہارے درمیان بت نصب تھے اور بتوں کی پوجا تمہارا شیوہ اور آئین تھا اور تم لوگ گناہوں سے لتھڑے ہوئے تھے۔ (1)

پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی اعلی ترین اور نمایاں ترین خصوصیت آپ کی اخلاقی خصوصیت تھی۔ خداوندعالم اس بارے میں ارشاد فرماتا ہے: "وَإِنَّكَ لَعَلى خُلُقٍ عَظِيمٍ"اور بلاشبہ آپ عظیم اخلاق کے درجے پر فائز ہیں۔(2)

پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے طرز سلوک اور صفات کے بیان میں منقول ہے کہ آپ اکثر خاموش رہتے تھے اور ضرورت سے زیادہ نہیں بولتے تھے، کبھی بھی پورا منہ نہیں کھولتے تھے بلکہ زیادہ تر تبسم فرماتے تھے اور کبھی بھی اونچی آواز میں (قہقہہ لگا کر) نہیں ہنستے تھے، جب کسی کی طرف رخ کرنا چاہتے تو اپنے پورے جسم کے ساتھ اس کی طرف پلٹتے تھے۔ صفائی ستھرائي اور خوشبو کو بہت زیادہ پسند کرتے تھے، یہاں تک کہ جب آپ کہیں سے گذرتے تو فضا میں خوشبو پھیل جاتی تھی اور راہ گیر خوشبو محسوس کرکے سمجھتے تھے کہ آپ یہاں سے گذرے ہیں۔ انتہائی سادہ زندگی گذارتے تھے، زمین پر بیٹھتے تھے اور زمین پر ہی بیٹھ کر کھانا تناول فرماتے تھے، کبھی بھی پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھاتے تھے اور بہت سے مواقع خاص طور پر جب آپ ابتدا میں مدینہ تشریف فرما ہوئے تھے اکثر بھوکے رہنے کو ترجیح دیتے تھے۔ اس کے باوجود راہبوں کی طرح زندگی نہیں گذارتے تھے اور خود بھی فرماتے تھے کہ "میں نے اپنی حد تک دنیا کی نعمتوں سے فائدہ اٹھایا ہے ، روزہ بھی رکھا ہے اور عبادت بھی کی ہے"۔ مسلمانوں بلکہ دیگر ادیان کے پیروکاروں کے ساتھ بھی آپ کا طرز سلوک شفقت، کرامت و درگذر اور مہربانی پر مبنی ہوتا تھا۔ آپ کی سیرت اور روشِ حیات مسلمانوں کو اس قدر پسند تھی کہ وہ آپ کی حیات کریمہ کے نہایت چھوٹے چھوٹے واقعات کو سینہ بہ سینہ منتقل کیا کرتے تھے اور آج تک مسلمان ان نکات کو اپنے دین اور زندگی کے لئے مشعل راہ کے طور پر بروئے کار لاتے ہیں۔(3)

امیر کائنات حضرت علی علیہ السلام پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی سیرت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "جو بھی پیشگی آشنائی کے بغیر آپ کو دیکھتا، وہ ہیبت زدہ ہوجاتا تھا اور جو بھی آپ کے ساتھ معاشرت کرتا اور آپ کو پہچان لیتا تھاوہ آپ کا محب بن جاتا تھا"۔(4)"پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اپنی نگاہ اور توجہ کو اپنے اصحاب کے درمیان تقسیم فرمایا کرتے تھے اور سب پر یکساں انداز سے نظر ڈالا کرتے تھے"۔(5) اور جب کسی کے ساتھ مصافحہ کرتے تھے تو اس وقت تک اپنا ہاتھ نہیں کھینچتے تھے جب تک کہ دوسرا شخص اپنا ہاتھ نہ کھینچ لیتا۔ (6)

آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہر شخص کے ساتھ اس کے ظرف اور عقل کے مطابق گفتگو فرمایا کرتے تھے۔(7) آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی عفوو بخشش، ہر اس شخص کے لئے جس نے آپ پر ظلم و ستم روا رکھا ہوتا تھا، بھی

آپ کی وجۂ شہرت تھی، (8) حتیٰ کہ آپ نے اپنے چچا سید الشہداء حضرت حمزہ کے قاتل "وحشی" اور اسلام کے دیرینہ دشمن ابو سفیان تک کو بخش دیا۔ آپ مختلف افراد کے ساتھ اس قدر مخلصانہ انداز سے پیش آتے تھے کہ ہر شخص گمان کرلیتا تھا کہ پیغمبرؐ اس کو بے انتہا پسند فرماتے ہیں اور اس کو دوسروں پر ترجیح دیتے ہیں۔ (9) آپ ایک حدیث میں ارشاد فرماتے ہیں : "سب سے بدترین گناہ یہ ہے کہ کسی مسلمان کی عزت کو پامال کیا جائے۔

پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زاہدانہ زندگی بسر کرتے تھے، آپ نے پوری حیات میں اپنے لئے کوئی خانہ و کاشانہ بنانے کا اہتمام نہیں کیا اور مسجد کے گرد آپ کی زوجات کے گارے کے بنے ہوئے چھوٹے چھوٹے کمرے تھے ان کی چھتیں کھجور کی لکڑی سے بنی ہوئی تھیں اور دروازوں کے بجائے ان پر بکری یا اونٹ کی پشم کے بنے پردے لٹک رہے تھے، آپ ایک تکیہ سونے کے لئے استعمال کرتے تھے جس میں کھجوروں کی چھال بھری ہوتی تھی اسی طرح کھجور کے پتوں سے بھری ہوئی چمڑے کی ایک گدی تھی جسے آپ اپنی پوری عمر کے دوران سونے کے لئے استعمال کرتے تھے۔ آپ کا زیریں لباس کھردرے کپڑے کا بنا ہواتھا اور آپ کی ایک ردا بھی تھی جو اونٹ کی پشم سے بنی ہوئی تھی حالانکہ جنگ حنین کے بعد آپ نے چار ہزار اونٹ، چالیس ہزار سے زیادہ بھیڑ بکریاں اور بہت بڑی مقدار میں چاندی اور سونا لوگوں کو بخش دیا۔گھر کے ساز و سامان کے حوالے سے آپ کا کھانا پینا آپ کی زاہدانہ روش سے بھی زیادہ زاہدانہ تھا، بسا اوقات کئی مہینوں تک آپ کے گھر میں چولہا بجھا رہتا تھا اور سب کا کھانا کھجوروں اور جو کی روٹیوں تک محدود رہتا تھا، آپ نے کبھی بھی دو روز مسلسل پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھایا، کبھی بھی ایک روز دو بار پیٹ بھرکر دسترخوان سے نہیں اٹھے۔ بارہا اور بارہا آپ اور آپ کے اقرباء راتوں کو بھوکے سوجاتے تھے۔

ایک دن صدیقہ طاہرہ حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا آپ کے لئے جَو کی ایک روٹی لے آئیں اور عرض کیا: بابا جان میں نے روٹی پکائی اور میرا دل راضی نہ ہوا کہ یہ روٹی آپ کے لئے نہ لے کر آؤں، رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے وہ روٹی تناول کی اور فرمایا: "اے میری لخت جگر! یہ پہلا کھانا ہے جو تمہارا بابا نے گذشتہ تین دنوں میں کھایا ہے، اسی طرح سے ایک دن آپ نے ایک انصاری کے نخلستان میں کھجور تناول فرما تے ہوئے فرمایا: "آج چار دن ہوگئے ہیں کہ میں نے کچھ نہیں کھایا ہے یہاں تک کہ آپ کبھی کبھی نہایت بھوک کے عالم میں سو جایا کرتے تھے، آپ کی وفات کے وقت آپ کی زرہ جَو کے تیس پیمانوں کے عوض ایک یہودی کے ہاتھ میں گروی تھی۔ (10)

پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم زندگی کے امور میں بہت زیادہ منظم تھے، آپ نے مسجد بنانے کے بعد ہر ستون کے لئے ایک نام متعین کیا تاکہ معلوم ہوجائے کہ ہر ستون کے پاس کس قسم کے معاملات انجام پاتے ہیں جیسے ستون وفود (گروہوں کے بیٹھنے کا مقام)، تہجد کا ستون وغیرہ---(12) نماز کی صفوں کو اس طرح سے منظم فرمایا کرتے تھے کہ گویا تیروں کی لکڑیوں کو منظم کررہے ہیں اور فرماتے تھے: "اے بندگان خدا! اپنی صفوں کو منظم کرو ورنہ تمہارے دلوں میں اختلاف پڑ جائے گا"۔(13)

آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم شب و روز کے اوقات کو تین حصوں میں تقسیم کرتے تھے، کچھ وقت عبادت الٰہی کے لئے مختص فرمایا کرتے تھے، کچھ وقت اہل خانہ کو دیتے تھے اور کچھ وقت اپنے لئے قرار دیتے تھے اور پھر اپنے وقت کو لوگوں کے ساتھ تقسیم کر لیتے تھے۔(14) پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ایک خصوصیت یہ بھی تھی کہ آپ ہمیشہ آئینہ دیکھتے ، اپنے سر کے بالوں کو منظم کرتے اور ان میں کنگھی کیا کرتے تھے اور نہ صرف اپنے خاندان کے افراد کو آراستہ پیراستہ کردیتے تھے بلکہ اپنے اصحاب کی آراستگی کا اہتمام بھی فرمایا کرتے تھے، آپ سفر کے دوران بھی اپنی ظاہری صورت کی طرف توجہ دیا کرتے تھے اور پانچ چیزیں ہر وقت آپ کے پاس موجود رہتی تھیں: آئینہ، سرمہ دان، کنگھی، مسواک اور قینچی۔(15)

پیغمبر ختمی مرتبت حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شخصیت ایسی ہمہ گیر اور جامع شخصیت ہے جس کے تمام پہلوؤں کا احاطہ ناممکن ہے ، ہر شخص اور ہر محقق اپنی استعداد کے مطابق اس بحر بیکراں میں غوطہ زن ہو کر معرفت کے گوہر حاصل کرتا ہے لہذا تمام مسلمانوں کا قومی ، مذہبی اور دینی فریضہ ہے کہ پیغمبر عظیم الشان کے فضائل و کمالات سے دنیا کو زیادہ سے زیادہ روشناس کرائے اور اہانت رسالت کرنے والوں کے خلاف احتجاجات کرکے انہیں کیفر کردار تک پہنچائے تا کہ آئندہ کسی کے اندر اتنی جرآت پیدا نہ ہو کہ وہ توہین رسالت کرسکے ۔

حوالہ جات


1۔ نہج البلاغہ خطبہ 26

2۔ سورہ قلم، آیت 4

3۔ مقالہ "اسلام" در دائرۃ المعارف بزرگ اسلامی

4۔ الفسوي، المعرفہ والتاریخ، ج 3 ص 283، ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، ج 6 ص 33

5۔ مجلسی، بحارالانوار، ج 16 ص 260، طباطبائی، سنن النبیؐ، ص 37

6۔ مجلسی، بحارالانوار، ج 16 ص 237، ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، ج 6 ص 39

7۔ مجلسی، بحار الانوار، ج 16 ص 287

8۔ حیاۃ الصحابہ، ج 1، ص 46 تا 52

9۔ خرمشاہی، پیام پیامبر، ہیثمی، مجمع الزوائد، ج 9، ص 15

10۔ مجلسی، بحار الانوار، ج 16، ص 219

11۔ تہرانی، سیرہ نبوی ج 3، ص 352

12۔ صحیح مسلم، ج 2، ص 31، بیہقی، سنن الکبری، ج 2، ص 21

13۔ ابن سعد، طبقات الکبری، ج 1، ص 423، ثعالبی، جواہر الحسان فی تفسیر القرآن، ج 4، ص 306

14۔ طبرسی، مکارم اخلاق، ص 35 و 34

15۔ حلبی، السیرۃ الحلبیۃ، ج 3، ص 352

# مدینہ کی درسگاہ سے یونیورسٹیوں تک امام صادق علیہ السلام کی علمی بصیرت

## عالی جناب مولانا سید رضی حیدر صاحب پھندیڑوی

امام جعفر صادق علیہ السلام کی شخصیت اس علمی و فکری عہد کی نمائندہ ہے جب مدینہ منورہ علوم کا مرکز تھا اور آپؑ کی درسگاہ سے پہنچنے والے فیض نے اسلامی تہذیب کو نئی روح عطا کی۔ امام کی علمی بصیرت صرف دینی علوم تک محدود نہ تھی بلکہ آپ نے ایسے تجربی اور عقلی علوم کی بھی بنیاد رکھی جنہیں آج طب(Medicine) ، کیمیا (Chemistry)، فلکیات(Astronomy) ، حیاتیات (Biology) اور ریاضیات (Mathematics) کے نام سے جانا جاتا ہے۔ آپ کے شاگردوں کی تعداد ہزاروں میں تھی جن میں فقہاء کے ساتھ ساتھ سائنسدان اور فلسفی بھی شامل تھے۔ امام صادق علیہ السلام کی تعلیمات نے اسلامی فکر اور انسانی علم دونوں کو وسعت دی۔

امام صادقؑ نے انسان کی تخلیق، کائنات کے نظام اور عناصر کے باہمی اثرات پر ایسے نکات بیان کیے جو اپنے دور سے صدیوں آگے تھے۔ آپ کے شاگرد جابر بن حیان (Geber) جو یورپ میں "Father of Chemistry" کہلاتے ہیں خود اعتراف کرتے ہیں کہ ان کا ہر علمی سرمایہ امام صادق علیہ السلام کی تعلیمات کا نتیجہ ہے۔ امام نے جابر کو بتایا کہ مادہ اپنی ماہیت میں تبدیل ہو سکتا ہے، دھاتیں مرکبات سے بنی ہیں اور مختلف عناصر کے امتزاج سے نئی اشکال پیدا کی جا سکتی ہیں۔ یہی وہ اصول ہیں جنہوں نے بعد میں جدید کیمیا (Chemistry) اور طبیعیات (Physics) کو جنم دیا۔

فلکیات (Astronomy) کے باب میں امام صادق علیہ السلام نے ستاروں کی حرکات اور زمین و آسمان کے باہمی تعلقات پر روشنی ڈالی۔ آپ نے فرمایا کہ زمین اپنے محور پر حرکت کرتی ہے اور سیاروں کی گردش ایک منظم نظام کے تحت ہے۔ یہ وہ نکتہ تھا جو اس وقت عام تصور کے بالکل خلاف تھا۔ طب (Medicine) کے میدان میں امام علیہ السلام نے انسانی جسم کے توازن، غذا کے اثرات، بیماریوں کے اسباب اور علاج کے اصول بیان کیے۔ آپؑ نے فرمایا: "غذا کو دوا سے پہلے رکھو" اور بیماری کو پیدا ہونے سے پہلے روکنے پر زور دیا۔

حیاتیات (Biology) میں امام علیہ السلام نے فرمایا: جانداروں کی ساخت اور ارتقائی مراحل کس طرح پیش آتے ہیں۔ روایتوں میں آتا ہے کہ آپؑ نے جنین (بچے کے رحمِ مادر میں نشوونما پانے کے مراحل) کی تفصیل دی جو آج جدید ایمبریالوجی (Embryology) میں تسلیم شدہ حقیقت ہے۔ ریاضیات (Mathematics) اور منطق (Logic) میں بھی آپ نے بنیادی اصول سکھائے جنہوں نے بعد کے فلسفیوں اور سائنسدانوں کو متاثر کیا۔

امام صادقؑ کی درسگاہ میں یہ تمام علوم اس زمانے کی دینی اور دنیاوی تقسیم سے آزاد ہو کر پڑھائے جاتے تھے۔ آپ نے یہ واضح کیا کہ علم ایک ہی سرچشمہ رکھتا ہے خواہ وہ وحی سے حاصل ہو یا عقل اور تجربے سے۔ اس لیے آپ کی تعلیمات میں فقہ و تفسیر کے ساتھ ساتھ طبیعیات (Physics)، کیمیا (Chemistry)، فلکیات (Astronomy)، حیاتیات (Biology)، ریاضیات (Mathematics) اور طب (Medicine) جیسے مضامین بھی شامل تھے۔

مدینہ کی یہ درسگاہ دراصل اس عظیم علمی روایت کا آغاز تھی جس نے آگے چل کر یونیورسٹیوں کی شکل اختیار کی۔ امام صادق علیہ السلام نے انسانیت کو یہ پیغام دیا کہ علم کا مقصد خدا کی معرفت اور انسان کی خدمت ہے۔ آج جب دنیا کی بڑی یونیورسٹیاں مختلف علوم کے ماہرین تیار کر رہی ہیں تو یہ حقیقت تسلیم کرنی پڑتی ہے کہ اس علمی سفر کی بنیاد صدیوں پہلے مدینہ میں رکھی گئی تھی جہاں امام صادق علیہ السلام نے انسانیت کو یہ سبق دیا کہ علم کا ہر شعبہ انسان کو خالقِ کائنات تک پہنچنے کا ذریعہ ہے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام کی درسگاہ نے یہ واضح کیا کہ علم کی اصل غایت، خدا کی معرفت اور انسانیت کی خدمت ہے۔ آپؑ نے وحی کے فیض اور عقل و تجربے دونوں کو یکجا کر کے یہ درس دیا کہ دینی اور دنیاوی علوم الگ الگ نہیں بلکہ ایک ہی سرچشمے سے نکلتے ہیں۔ یہی پیغام آج بھی ہماری رہنمائی کرتا ہے۔

جامعہ بیت العلم پھنڈیڑی سادات اسی روایت کا تسلسل ہے۔ یہاں ایک طرف علومِ اہل بیت علیہم السلام اور فقہ جعفری کی تدریس ہے تو دوسری جانب عصری تقاضوں کے مطابق عباس اسمارک انٹرکالج کے ذریعے جدید تعلیم کا بھی اہتمام ہے۔ یہ نظام امام صادق علیہ السلام کی سیرتِ مبارکہ کا عملی نمونہ ہے، جہاں دین اور دنیا کے علوم کو ساتھ ساتھ سیکھنے کی فضا میسر ہے۔

اسی طرح اس ادارے کا ترجمان ماہنامہ "صدائے علم" ہے جو جامعہ کی علمی و فکری سرگرمیوں کو عام قارئین تک پہنچاتا ہے اور نئی نسل کو علم و آگاہی سے روشناس کراتا ہے۔

یوں جامعہ بیت العلم آج کے دور میں علم و دانش کا ایک روشن چراغ ہے جو نئی نسل کو دینی بصیرت اور عصری آگہی دونوں سے روشناس کرا رہا ہے۔ امید ہے یہ ادارہ اپنی خدمات کو مزید وسعت دے کر ملت کے لیے رہنمائی اور روشنی کا مینار بنا رہے گا۔آمین والحمدللہ رب العالمین۔

والسلام سید رضی حیدر پھندیڑوی

# اتحاد بین المسلمین اور سیرتِ رسول اکرم ﷺ

## عالی جناب مولانا تصور حسین صاحب ، قم ایران

اسلام ایک ایسا دین ہے جو وحدت، اخوت، مساوات اور باہمی احترام کی بنیاد پر قائم ہوا ہے۔ قرآن مجید اور سیرتِ نبوی ﷺ کا مطالعہ ہمیں واضح طور پر یہ بتاتا ہے کہ امتِ مسلمہ کی کامیابی، بقا اور سربلندی کا راز اتحاد میں مضمر ہے۔ اگر آج ہم امتِ مسلمہ کے زوال اور مشکلات کا جائزہ لیں تو سب سے بڑی وجہ اختلافات، گروہ بندی، تعصب، فرقہ واریت اور افتراق ہے۔ ایسے نازک حالات میں ہمیں رسول اکرم ﷺ کی ذاتِ مقدس سے رہنمائی لینی ہوگی، جنہوں نے مختلف قبائل، نسلوں اور طبقات کے افراد کو ایک ملت، ایک امت اور ایک بھائی چارے میں پرو دیا۔

قرآن کی روشنی میں اتحاد کی اہمیت

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے:

وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا"  [آلِ عمران: 103]

"اور سب مل کر اللہ کی رسی (یعنی قرآن) کو مضبوطی سے تھامے رکھو اور تفرقہ مت ڈالو۔"

یہ آیتِ کریمہ امت کو واضح طور پر وحدت کی تعلیم دیتی ہے۔ اسلام کسی خاص نسل، زبان یا قوم کا دین نہیں بلکہ پوری انسانیت کے لیے ہدایت ہے۔ اور رسول اللہ ﷺ اسی وحدت کے پرچارک تھے۔

رسول اکرم ﷺ: اتحاد کا عملی نمونہ

نبی کریم ﷺ نے جب مدینہ منورہ میں اسلامی ریاست کی بنیاد رکھی تو سب سے پہلے وہاں موجود مختلف قبائل، مہاجرین و انصار، یہودی قبائل اور دیگر طبقات کے درمیان باہمی معاہدے اور اخوت قائم کی۔ آپ ﷺ نے میثاقِ مدینہ کے ذریعے مختلف عقائد و نظریات رکھنے والوں کو ایک شہری ریاست میں متحد کر دیا۔ اس عمل سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ صرف مسلمانوں ہی نہیں بلکہ تمام انسانوں میں اتحاد و انصاف قائم کرنے کے لیے کوشاں تھے۔

مساوات اور اخوت کی تعلیم

نبی اکرم ﷺ نے آخری خطبے میں فرمایا:

کسی عربی کو عجمی پر اور کسی عجمی کو عربی پر، کسی گورے کو کالے پر اور کالے کو گورے پر کوئی فضیلت حاصل نہیں، سوائے تقویٰ کے۔

یہ اعلان اتحاد، مساوات اور انسانیت کی معراج تھا۔ یہ تعلیم مسلمانوں کو رنگ، نسل، زبان اور قومیت کے خول سے نکال کر ایک ملت کی لڑی میں پرو دیتی ہے۔

آج کے حالات اور ہماری ذمہ داریاں

آج امتِ مسلمہ انتشار، فرقہ واریت، تعصب اور داخلی کمزوریوں کا شکار ہے۔ دشمن قوتیں ہمارے اسی اختلاف سے فائدہ اٹھا کر ہمیں مزید کمزور کر رہی ہیں۔ ایسے میں سب سے مؤثر علاج یہی ہے کہ ہم رسول اکرم ﷺ کی سیرت کو اپنائیں، ان کی تعلیمات کو اپنے معاشرے میں نافذ کریں اور قرآن کو اپنا مشترکہ ضابطۂ حیات بنائیں۔

ہمیں یاد رکھنا چاہیے کہ:

اتحاد ہمارا دینی و اخلاقی فریضہ ہے۔

*اختلافِ رائے کو دشمنی نہ بنائیں، بلکہ فکری تنوع کو وسعتِ نظر سمجھیں۔

*فرقہ واریت کے بجائے "امتِ واحدہ" کا تصور عام کریں۔

*سیرتِ طیبہ کو نصاب، خطبات اور میڈیا کا حصہ بنائیں تاکہ نوجوان نسل صحیح رہنمائی پا سکے۔

لب لباب

اتحاد بین المسلمین وقت کی سب سے اہم ضرورت ہے۔ جب تک ہم اپنی ذاتی، مسلکی اور گروہی وابستگیوں سے بلند ہو کر ایک اللہ، ایک رسول ﷺ اور ایک کتاب پر متحد نہیں ہوں گے، ہم عزت و وقار حاصل نہیں کر سکتے۔ رسول اللہ ﷺ کی ذات ہی ہمارے اتحاد کا مرکز و محور ہے۔ ان کی سیرت میں وہ تمام اصول موجود ہیں جو ہمیں فرقہ واریت، تعصب اور انتشار سے نکال کر وحدت، محبت اور اخوت کی طرف لے جا سکتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں سیرتِ رسول ﷺ کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین۔

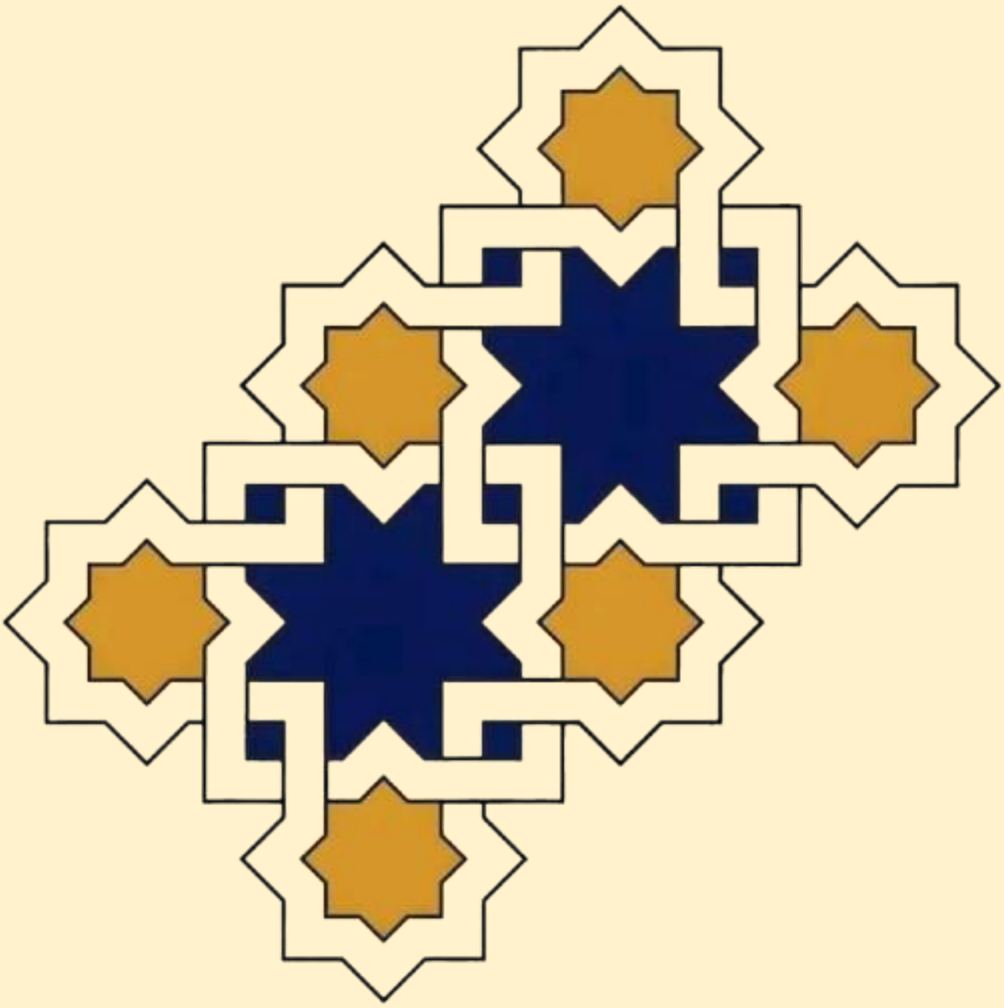

# ربیع الاوّل رحمت و حکمت کا مہینہ

عالی جناب ڈاکٹر سید فتح محمد زیدی صاحب مقیم قم ایران

ربیع الاوّل! سال کے بارہ مہینوں میں اپنی معنویت، اپنی عظمت اور اپنی تقدیس کے اعتبار سے یگانہ و منفرد ہے۔ یہ وہ مہینہ ہے جس کی صبحوں میں کائنات نے راحت کی لوری سنی، جس کی شاموں میں افلاک نے سکون کی چادر اوڑھی، اور جس کے لمحوں میں کائنات کے ذرے ذرے نے مسرت کی قندیلیں جلائیں۔ یعنی یہی وہ مہینہ ہے جو سال کے دوسرے مہینوں کی بانسبت سب سے زیادہ انوار و تجلیات کا حامل ہے۔ یہی وجہ ہے اس کا نام ہی بہار کی خوشبو کا غماز اور رحمت کی بشارت کا پیامبر ہے۔ اس مہینے کی 17 تاریخ کی صبح نے وہ لمحہ دیکھا، جب کائنات پر دو عظیم ترین ہستیاں جلوہ فگن ہوئیں؛ ایک وہ کہ جسے قدرت نے انسانیت کا سب سے بڑا محسن، عالمین کے لئے رحمت بنا کر بھیجا تھا، جو خالقِ ارض و سما کا سب سے محبوب بندہ تھا، یعنی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، اور دوسرے وہ ہستی جو علومِ محمدی و علوی کی ترجمان تھی جس کے وجود پر فیض نے علم و دانش کے وہ چراغ روشن کیئے جن کی ضو آج بھی دنیا کو منور کیئے ہوئے ہے جن کی لو تا قیامِ قیامت ماند نہی پڑ سکتی یہی وجہ ہے کہ آپ دین کے محکم ستون قرار پائے، کہ جن کو آج دنیا امام جعفر صادق علیہ السلام کے نام سے جانتی ہے۔

ماہ ربیع الاوّل عالمگیر انقلاب کی بشارت

سترویں ربیع الاوّل کی وہ حسین سحر، جس سحر میں فلک کے تارے اپنی روشنی سمیٹ رہے تھے اور تاریکی شب اپنا رخت سفر باندھ رہی تھی صبح کی روشنی پھوٹ رہی تھی اور یہ نوید تھی ظلم و جبر و استبداد اور جہالت کی تاریک راتوں کے خاتمہ اور عدل و انصاف علم حکمت کے سویرے کی۔ یعنی یہ صبح زبان بے زبانی میں کہ رہی تھی کہ یہ صبح وہ صبح ہے جس میں زمین اپنی تقدیر لکھنے جا رہی تھی، جس کی صبح میں عبد اللہ ابن عبد المطلب کے گھر میں وہ نور طلوع ہوا جس نے انسانیت کی پیشانی پر رحمت و ہدایت کی لکیر کھینچ دی۔

قرآن مجید نے اسی ہستی کو یوں متعارف کرایا وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ (الانبیاء: 107)۔

"اور ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔"

ماہ ربیع الاول بہارِ ہدایت کی نوید

زمانہ جاہلیت کے اندھیروں میں ڈوبا ہوا تھا۔ ظلم و جبر کے سائے زمین پر چھائے ہوئے تھے۔ دخترانِ معصوم زندہ دفن کی جاتی تھیں، کمزور پست اور طاقتور حاکم سمجھا جاتا تھا، قبائلی عصبیت نے دلوں کو زنگ آلود کر رکھا تھا، اور انسانیت اپنی عظمت کھو چکی تھی۔ ایسے میں ربیع الاوّل کی نسیمِ سحر نے فضاؤں کو معطر کیا۔ مکہ مکرمہ کی وادی میں وہ صبحِ سعید طلوع ہوئی جس کے متعلق آسمان و زمین نے گویا کہا:

یہ روشنی ہے جو اندھیروں کو مٹانے آئی ہے، یہ صدا ہے جو خاموش روحوں کو جگانے آئی ہے، یہ بشارت ہے جو کائنات کو نئی زندگی دینے آئی ہے۔

یہ رحمت کسی ایک قبیلے یا کسی ایک قوم تک محدود نہ تھی، بلکہ تمام زمانوں، تمام نسلوں اور تمام خطوں کے لیے تھی۔ آپؐ کی ولادت کے ساتھ ہی ظلم و جبر کے ستون لرزنے لگے، باطل کے بت ٹوٹنے لگے اور انسانیت نے اپنی کھوئی ہوئی عظمت کو پھر سے پانے کی امید کی۔

سیرت کا جمال اور اخلاق کا کمال

ربیع الاوّل صرف ولادت کی یاد کا مہینہ نہیں، بلکہ یہ سیرت کے جمال اور اخلاق کے کمال کو سمجھنے کا مہینہ ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا ہر عمل، ہر قول، ہر فیصلہ اور ہر رویہ انسانیت کے لیے مشعلِ راہ ہے۔ قرآن نے آپ کے اخلاق کو یوں بیان کیا:

﴿وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ﴾ (القلم: 4)

"اور بے شک آپ اخلاق کے بلند مرتبے پر فائز ہیں۔"

وہ اخلاق جس نے دشمن کو دوست بنایا، غلام کو سردار بنایا، یتیم کو سہارا دیا، عورت کو عزت دی، اور دنیا کو بتایا کہ اخلاق ہی اصل تمدن کی روح ہے۔ ربیع الاوّل ہمیں یہی درس دیتا ہے کہ اگر ہم رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے اخلاق کو اپنی زندگی میں داخل کریں تو آج کی انسانیت کی بے چینی ختم ہو جائے۔

مقصدِ بعثت اور امت کی ذمہ داریاں

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی بعثت کا مقصد واضح تھا: انسان کو اس کے رب کی معرفت دلانا، اس کے دل کو بندگی کی لذت سے آشنا کرنا، اور اس کے کردار کو عدل و انصاف سے مزین کرنا۔ قرآن نے کہا:

﴿هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ﴾ (الجمعہ: 2)

"وہی ہے جس نے ان پڑھوں میں ایک رسول بھیجا، جو ان پر اس کی آیات تلاوت کرتا ہے، انہیں پاک کرتا ہے اور کتاب و حکمت سکھاتا ہے۔"

امت مسلمہ کی ذمہ داری ہے کہ ربیع الاوّل کی یاد کو محض رسومات تک محدود نہ کرے بلکہ سیرتِ طیبہ کو اپنا لائحہ عمل بنائے۔

ولادتِ امام جعفر صادق علیہ السلام: علم و حکمت کا دریا

اسی دن ایک اور آفتاب بھی طلوع ہوا—وہ آفتاب جو علم و عرفان کی کرنوں سے صدیوں کو منور کرنے والا تھا۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام، وہ شخصیت جنہیں شیعہ اور سنی سبھی نے "شیخ الائمہ" اور "مؤسسِ علوم" کہا۔ آپ نے نہ صرف فقہ و شریعت کی گہرائیاں بیان کیں، بلکہ علمِ کائنات، طب، فلسفہ، اور سائنس کے میدان میں بھی ایسی بنیادیں رکھیں کہ دنیا آج بھی ان سے فیضیاب ہے۔

مشہور ہے کہ چار ہزار شاگرد آپ کے علمی فیضان سے مستفید ہوئے، جن میں امام ابو حنیفہ اور امام مالک جیسے فقہائے کرام بھی شامل ہیں۔ آپؑ کا یہ قول آج بھی علم و فکر کا مینار ہے:

"كونوا لنا زيناً ولا تكونوا علينا شيناً"

"ہماری زینت بنو، ہماری بدنامی کا سبب نہ بنو۔"

ربیع الاوّل کی سترویں تاریخ دراصل اس امت کے لیے دوہری خوشی کا پیغام لاتی ہے؛ ایک طرف ولادتِ رسولِ رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اور دوسری طرف ولادتِ امامِ حکمت علیہ السلام۔

ربیع الاوّل کا پیغام: محبت، علم اور اتحاد

یہ مہینہ ہمیں یاد دلاتا ہے کہ امت مسلمہ کی بقا اور عظمت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی سیرت اور اہلِ بیتؑ کی ہدایت میں مضمر ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا:

"إني تارك فيكم الثقلين كتاب الله وعترتي أهل بيتي، ما إن تمسكتم بهما لن تضلوا بعدي أبدا"

"میں تمہارے درمیان دو گراں قدر چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں؛ کتاب اللہ اور میری عترت اہل بیت۔ جب تک ان دونوں کو تھامے رہو گے، کبھی گمراہ نہ ہو گے۔"

پس ربیع الاوّل ہمیں یہ درس دیتا ہے کہ ہم کتاب و عترت کو مضبوطی سے تھام لیں۔ امام جعفر صادق علیہ السلام کی ولادت اسی حقیقت کو اجاگر کرتی ہے کہ اہل بیتؑ دین کے سرچشمے ہیں اور ان کی پیروی کے بغیر امت علم و عمل کی منزل نہیں پا سکتی۔

ربیع الاوّل ہمیں اتحاد کا بھی پیغام دیتا ہے۔ رسول ﷺ نے امت کو ایک جسم قرار دیا، جس کے بارے میں آپؐ نے فرمایا:

"مثل المؤمنين في توادہم وتراحمهم وتعاطفهم مثل الجسد إذا اشتكى منه عضو تداعى له سائر الجسد بالسهر والحمى"

"مؤمنین کی مثال محبت، رحمت اور شفقت میں ایک جسم کی سی ہے، کہ اگر ایک عضو کو تکلیف ہو تو سارا جسم بے خوابی اور بخار میں مبتلا ہو جاتا ہے۔"

یہی تعلیم آج کی امت کے لیے سب سے بڑی ضرورت ہے۔ اختلافات کو بھلا کر، قرآن و عترت کے دامن کو تھام کر، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے اسوۂ حسنہ کو اختیار کر کے ہم دنیا میں امن و عدل کی فضا قائم کر سکتے ہیں۔

## اختتامیہ: بہارِ ایمان کی نوید

ربیع الاوّل کی بہار ہمیں یہ یاد دلاتی ہے کہ اگر ہم رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے اخلاق کو اپنائیں، قرآن و عترت کے دامن کو تھامیں، اور امام جعفر صادق علیہ السلام کے علم و حکمت سے رہنمائی حاصل کریں تو ہماری زندگیوں کے خزان بہار میں بدل جائیں گے، ہماری امت کے زوال عروج میں ڈھل جائیں گے، اور دنیا ایک بار پھر اسلام کے عدل و امن سے معمور ہو جائے گی۔

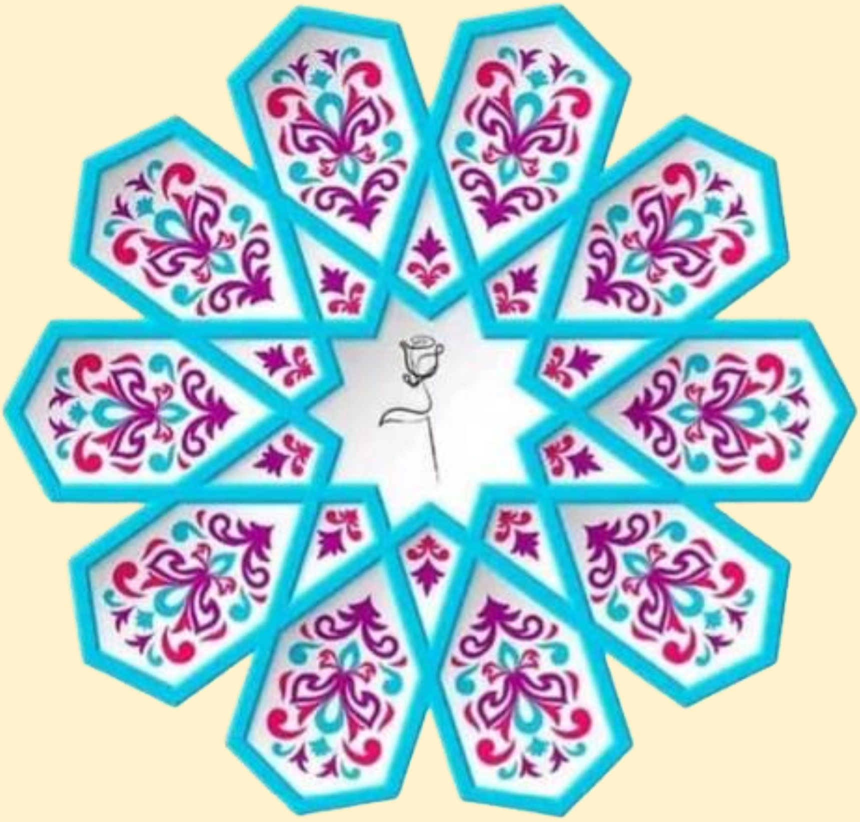

# اسلام کی نگاہ میں انسان کی اہمیت اور اسکی زندگی کا مقصد

عالی جناب مولانا سید قنبر رضا زیدی صاحب مقیم ایران

خداوند عالم نے حضرت انسان کو عناصر اربعہ یعنی (مٹی، پانی، ہوا، آگ) سے پیدا کیا ہے اور اسے اپنی جانشینی و خلافت سے سرفراز کیا ہے اور انسانوں کو مقصدِ زندگی و تخلیق کا شعورِلازوال عطا کیا ہے اور اس کے بعد فرشتوں کو حکم دیا کہ اس باشعور اور بامقصد پیکرِ انسان کو احترام کرو۔ جیسا کہ قرآن مجید میں اس واقعہ کا تذکرہ مختلف مقامات پر نظر اتا ہے۔

وَإِذْ قَالَ رَبُّکَ لِلْمَلاَئِکَةِ إِنِّی جَاعِلٌ فِی الْأَرْضِ خَلِیفَةً قَالُواْ أَتَجْعَلُ فِیهَا مَن یُفْسِدُ فِیهَا وَیَسْفِکُ الدِّمَاءَ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِکَ وَنُقَدِّسُ لَکَ قَالَ إِنِّی أَعْلَمُ مَا لاَ تَعْلَمُونَ.

اے رسول. اس وقت کو یاد کرو جب تمہارے پروردگار نے ملائکہ سے کہا کہ میں زمین میں اپنا خلیفہ بنانے والا ہوں اور انہوں نے کہا کہ کیا اسے بنائے گا جوزمین میں فساد برپا کرے اور خونریزی کرے جب کہ ہم تیری تسبیح اور تقدیس کرتے ہیں تو ارشاد ہوا کہ میں وہ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے ہو [البقرہ۔۳۰]

قَالُواْ سُبْحَانَکَ لاَ عِلْمَ لَنَا إِلاَّ مَا عَلَّمْتَنَا إِنَّکَ أَنتَ الْعَلِیمُ الْحَکِیمُ.

ملائکہ نے عرض کی کہ ہم تو اتنا ہی جانتے ہیں جتنا تونے بتایا ہے کہ تو صاحبِ علم بھی ہے اور صاحبِ حکمت بھی

[البقرة، 32]

وَعَلَّمَ آدَمَ الأَسْمَاءَ کُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلاَئِکَةِ فَقَالَ أَنبِئُونِی بِأَسْمَاءِ هَـؤُلاَءِ إِن کُنتُمْ صَادِقِینَ.

اور خدا نے آدم علیہ السّلام کو تمام اسمائ کی تعلیم دی اور پھر ان سب کو ملائکہ کے سامنے پیش کرکے فرمایا کہ ذرا تم ان سب کے نام تو بتاؤ اگر تم اپنے خیالِ استحقاق میں سچّے ہو [البقرة، 31]

یعنی آدم علیہ السلام کو اپنی معرفت و عبادت اور قرب کے تمام راستے اور طرق سکھائے۔ پھر اللہ نے آدم علیہ السلام سے فرمایا کہ ان کو بتاؤ کہ حضرت انسان کی تخلیق کا مقصد کیا ہے۔

قَالَ يَا آدَمُ أَنْبِئْهُمْ بِأَسْمَائِهِمْ فَلَمَّا أَنْبَأَهُمْ بِأَسْمَائِهِمْ قَالَ أَلَمْ أَقُل لَّكُمْ إِنِّي أَعْلَمُ غَيْبَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَأَعْلَمُ مَا تُبْدُونَ وَمَا كُنتُمْ تَكْتُمُونَ.

ارشاد ہوا کہ آدم علیہ السّلام اب تم انہیں باخبر کردو۔ تو جب آدم علیہ السّلام نے باخبر کردیا تو خدا نے فرمایا کہ میں نے تم سے نہ کہا تھا کہ میں آسمان و زمین کے غیب کو جانتا ہوں اور جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو یا چھپاتے ہو سب کو جانتا ہوں [البقرہ۔۳۳]

اگر اس وسیع و عریض کائنات کا بنظر عمیق جائزہ لیا جائے تو اس میں خداوند عالم نے کوئی بھی چیز ایسی تخلیق نہیں فرمائی جو بے مقصد و بے فائدہ ہو

الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللَّهَ قِيَامًا وَقُعُودًا وَعَلَىٰ جُنُوبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُونَ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هَٰذَا بَاطِلًا سُبْحَانَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ

جو لوگ اٹھتے, بیٹھتے, لیٹتے خدا کو یاد کرتے ہیں اور آسمان و زمین کی تخلیق میں غوروفکر کرتے ہیں ... کہ خدایا تو نے یہ سب بے کار نہیں پیدا کیا ہے۔ تو پاک و بے نیاز ہے ہمیں عذاب جہّنم سے محفوظ فرما [آل عمران، 191]

1 . عبادتِ الٰہی

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ وَالَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ.

اے انسانو! پروردگار کی عبادت کرو جس نے تمہیں بھی پیدا کیا ہے اور تم سے پہلے والوں کو بھی خلق کیا ہے. شاید کہ تم اسی طرح متقی اور پرہیزگار بن جاؤ

اس آیت میں انسان کے اس دنیا میں آنے کا مقصد بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ انسان کو اپنی عبادت و بندگی کے لیے پیدا فرمایا ہے۔ لیکن اگر ہم روز مرہ کے امور پر نظر دوڑائیں تو عبادت کے معاملہ میں ہمارا دینی تصور اس قدر محدود ہے کہ ہم میں سے اکثر لوگ عبادت کا مطلب صرف نماز، روزہ، حج اور زکوۃ سمجھتے ہیں۔ عبادت ایک ایسا جامع لفظ ہے اس کے اندر وہ تمام ظاہری و باطنی اقوال و افعال داخل ہیں جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہیں اور اس کی خوشنودی کا باعث ہیں اور چنانچہ اس کو اللہ رب العزت نے انسان کی زندگی کا مقصد قرار دیا۔ [البقرۃ،۲۱]

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

"وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ"

اور میں نے جنات اور انسانوں کو صرف اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے [سورہ الذاریات:56]

یعنی انسان کی تخلیق کا بنیادی مقصد اللہ کی عبادت و بندگی اور خوشنودی ہے۔

عبادت ایک ایسا جامع لفظ ہے اس کے اندر وہ تمام ظاہری و باطنی اقوال و افعال داخل ہیں جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہیں اور اس کی خوشنودی کا باعث ہیں مثلاً: نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج، راست گوئی، امانت داری، اطاعت والدین، ایفائے عہد، امربالمعروف، نہی عن المنکر، جہاد فی سبیل اللہ، پڑوسیوں، مسکینوں اور ماتحتوں کے ساتھ حسن سلوک، جانوروں کے ساتھ اچھا برتاؤ، دعاء، ذکر الٰہی، تلاوت قرآن اوراس قسم کے تمام اعمال صالحہ عبادات کے اجزاء ہیں۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ اوراس کے رسول کی محبت، رحمت خداوندی کی امیدوار اور عذاب الٰہی کا خوف، خشیت، انابت، اخلاص، صبر و شکر، توکل اور تسلیم و رضا وغیرہ ساری اچھی صفات عبادات میں شامل ہیں

2. خلافتِ ارض

اللہ تعالیٰ نے انسان کو زمین پر اپنا خلیفہ (نائب) بنایا ہے

"إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً"

"میں زمین میں ایک خلیفہ بنانے والا ہوں۔" [سورہ البقرہ:30]

یعنی انسان کو زمین پر اللہ کے احکامات کے مطابق عدل، رحم، علم اور بھلائی پھیلانے کا کام سونپا گیا ہے۔

3. رضائے الٰہی کا حصول

اسلام انسان کو بتاتا ہے کہ وہ اپنی زندگی کا ہر پہلو اللہ کی رضا کے مطابق گزارے۔ چاہے وہ عبادت ہو، تعلیم ہو، معاشرتی تعلقات ہوں یا تجارت ہو ہر عمل میں قربت الٰھی ہونی چاہیے۔

"قُلْ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ"

"کہہ دو: میری نماز، میری قربانی، میرا جینا اور میرا مرنا سب اللہ رب العالمین کے لیے ہے۔" [سورہ الانعام: 162]

رَّضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُمۡ وَرَضُوۡا عَنۡہُ ذٰلِکَ الۡفَوۡزُ الۡعَظِیۡمُ۔ [المائدۃ: 119]

اللہ ان سے راضی ہوگیا اور وہ اس سے راضی ہوگئے، یہی (رضائے الٰہی) سب سے بڑی کامیابی ہے۔

جب رضائے الٰہی مقصد حیات بن کر انسان کی پوری زندگی پر محیط ہوجائے تو انسان اٹھنا بیٹھنا، کھانا پینا، سونا جاگنا، چلنا پھرنا، الغرض سارا کاروبار حیات ہی عبادت اور بندگی قرار پاتا ہے۔ اس کا ایک ایک سانس اور ایک ایک لمحہ عبادت میں شمار ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ حیات انسانی کی ہر حرکت و سکون سراسر عبادت و بندگی میں بدل جاتی ہے۔

4. آخرت کی کامیابی

اسلامی تعلیمات کے مطابق دنیا ایک امتحان گاہ ہے، اور اصل زندگی آخرت کی ہے۔ دنیا کی زندگی میں نیک اعمال کر کے انسان آخرت میں جنت کا مستحق بن سکتا ہے۔

" وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا مَتَاعُ الْغُرُورِ"

"اور دنیا کی زندگی تو صرف دھوکے کا سامان ہے۔" [سورہ الحدید: 20]

5. علم و شعور حاصل کرنا

اسلامی تعلیمات میں علم کو سیکھنے اور سکھانے کو بھی عبادت کا قرار دیا گیا ہے کیونکہ صحیح علم انسان کو سیدھے راستے کی پہچان کرتا ہے اور اس کی طرف لے جاتا ہے۔

" إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ"

"اللہ سے اس کے بندوں میں سے صرف علم والے ہی ڈرتے ہیں۔"[سورہ فاطر: 28]

خلاصہ

خالق کائنات نے انسان کو اسلیئے مسجود ملائکہ قرار دیا چونکہ وہ بافکر مخلوق تھی جو معلومات کے ذریعہ مجہولات تک پہونچ سکتا تھا اور اسی ایک خاص صفت نے انسان کو باشرف بنادیا کہ جس کی بنیاد پر اللہ نے اپنی معصوم مخلوق کو سجدہ کا حکم دے دیا اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان کا طرہ امتیاز اسکے علم کی بنیاد پر ہے۔

اور جہاں تک اسکے مقصد حیات کا سوال ہے تو یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہے کہ اللہ نے انسان کو بغیر ہدف کے پیدا نہی کیا ہے

أَفَحَسِبْتُمْ أَنَّمَا خَلَقْنَاكُمْ عَبَثًا وَأَنَّكُمْ إِلَيْنَا لَا تُرْجَعُونَ.

کیا تمہارا خیال یہ تھا کہ ہم نے تمہیں بیکار پیدا کیا ہے اور تم ہماری طرف پلٹا کر نہیں لائے جاؤ گے (المومنون: 115)

بلکہ اسکے منصہ شہود پر لانے کا کوئی نہ کوئی مقصد ضرور ہے لہذا اس کو بیان کرنے کے لئے بس تنا کہنا ہی کافی ہے کہ اللہ نے انسان کا مقصد حیات اپنی عبادت رکھا ہے

ہم دعا گو ہیں کہ اللہ رب العزت ہم سب کو اپنی زندگی اللہ کے بتائے ہوئے مقصد کے مطابق گزارنے کی توفیق عطا فرمائے

آمین

# اعمال ماہ ربیع الاوّل

پہلی ربیع الاوّل کی رات: بعثت کے تیرہویں سال اسی رات حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کی مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ کو ہجرت کا آغاز ہوا، اس رات آپ غارثور میں پوشیدہ رہے اور حضرت امیرالمومنین علیہ السلام اپنی جان آپ پر فدا کرنے کے لیے مشرک قبائل کی تلواروں سے بے پرواہ ہو کر حضور اکرم کے بستر پر سو رہے تھے۔ اس طرح آپ نے اپنی فضیلت اور حضرت رسول اللہ کے ساتھ اپنی اخوت وہمدردی کی عظمت کو سارے عالم پر آشکار کر دیا۔ پس اسی رات امیرالمومنین علیہ السلام کی شان میں یہ آیت اتری:

ومن الناس من یشری نفسه ابتغآء مرضات اللہ

اور لوگوں میں سے کچھ ہیں جو رضاالٰہی حاصل کرنے کے لیے جان دیتے ہیں۔

پہلی ربیع الاوّل کا دن

علماء کرام کا فرمان ہے کہ اس دن حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ اور امیرالمومنین علیہ السلام کی جانیں بچ جانے پر شکرانے کا روزہ رکھنا مستحب ہے اور آج کے دن ان دونوں ہستیوں کی زیارت پڑھنا بھی مناسب ہے۔ سید نے کتاب اقبال میں آج کے دن کی دعاء بھی نقل کی ہے۔ شیخ کفعمی کے بقول آج ہی کہ دن امام حسن عسکری علیہ السلام کی وفات ہوئی۔ لیکن قول مشہور یہ ہے کہ آپ کی وفات اس مہینے کی آٹھویں کو ہوئی، لیکن ممکن ہے کہ پہلی کوآپ کے مرض کی ابتداء ہوئی ہو۔

آٹھویں ربیع الاوّل کا دن

قول مشہور کے مطابق ۲۶۰ھ میں اسی دن امام حسن عسکری علیہ السلام کی وفات ہوئی اور آپ کے بعد امام العصر عجل اللہ فرجہ منصب امامت پر فائز ہوئے۔ اس لیے مناسب ہے کہ اس روز ان دونوں بزرگواروں کی زیارت پڑھی جائے۔

نویں ربیع الاوّل کا دن

آج کا دن بہت بڑی عید ہے، کیونکہ مشہور قول یہی ہے کہ آن کے دن عمر بن سعد واصل جہنم ہوا۔ جو میدان کربلا میں امام حسین علیہ السلام کے مقابلے میں یزیدی لشکر کا سپہ سالار تھا۔ روایت ہوئی ہے کہ جو شخص آن کے دن راہ خدا میں خرچ کرے تو اس کے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ نیز یہ کہ آج کہ دن برادر مومن کو دعوت طعام دینا، اسے خوش وشادمان کرنا، اپنے اہل وعیال کے خرچ میں فراخی کرنا، عمدہ لباس پہننا، خدا کی عبادت کرنا اور اس کا شکر بجالانا سبھی امور مستحب ہیں۔ آج وہ دن ہے کہ جس میں رنج و غم دور ہوئے اورچونکہ ایک دن قبل امام حسن عسکری علیہ السلام کی وفات ہوئی۔ لہذا آج امام العصر عجل اللہ فرجہ کی امامت کا پہلا دن ہے۔ لہذا اس کی عزت اور بھی بڑھ جاتی ہے۔

بارہویں ربیع الاوّل کا دن

کلینی ومسعودی کے قول، نیزبرادران اہل سنت کی مشہورروایت کے مطابق اس دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت ہوئی۔ اس روز دورکعت نماز مستحب ہے کہ جس میں پہلی رکعت میں سورہ الحمد کے بعد تین مرتبہ سورہ کافرون پڑھے دوسری رکعت میں الحمد کے بعد تین مرتبہ سورہ توحید پڑھے۔ یہی وہ دن ہے، جس میں بوقت ہجرت حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وارد مدینہ ہوئے اور شیخ نے فرمایا کہ ۱۳۰ھ میں اسی دن بنی مروان کی حکومت وسلطنت کا خاتمہ ہوا۔

چودھویں ربیع الاوّل کا دن

۶۴ھ میں اسی دن رسوائے عالم یزید بن معاویہ داخل جہنم ہوا، اخبار الدوّل میں لکھا ہے کہ یزیدملعون دل اور معدے کے درمیانی پردے کی سوجن (ذات الجنب) میں مبتلا تھا۔ جس سے وہ مقام حوران میں مرا۔ وہاں سے اس کی لاش دمشق لائی گئی اور باب صغیر میں دفن کر دی گئی، پھر لوگ اس جگہ کوڑا کرکٹ پھینکتے رہے۔ وہ جہنمی ۳۷سال کی عمر میں موت کا شکار ہوا اور اس کی ظالم وباطل حکومت محض تین سال نوماہ رہی۔

سترہویں ربیع الاوّل کی رات

یہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت کی رات ہے اور بڑی ہی بابرکت رات ہے۔ سید نے روایت کی ہے کہ ہجرت سے ایک سال قبل اس رات حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کو معراج ہوا۔

سترہویں ربیع الاوّل کا دن

علماء شیعہ امامیہ میں یہ قول معروف ہے کہ یہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کا یوم ولادت ہے اور ان کے درمیان یہ بھی امر مسلمہ ہے کہ آپ کی ولادت باسعادت روز جمعہ طلوع فجر کے وقت اپنے گھر میں ہوئی۔ جبکہ عام الفیل کا پہلا سال اور نوشیرواں عادل کا عہد حکومت تھا۔ نیز ۸۳ھ میں اسی دن امام جعفرصادق علیہ السلام کی ولادت باسعادت ہوئی۔ لہذا اس دن کی عظمت وبزرگی میں اور اضافہ ہوا۔

اس دن کو بڑی فضیلت، عزت اور شرافت حاصل ہے اور چند اہم اعمال ہیں

۱۔ غسل کرے

۲۔ آج کے دن روزہ رکھنے کی بڑی فضیلت ہے، روایت ہوئی ہے کہ خدائے تعالیٰ اس دن کا روزہ رکھنے والے کو ایک سال کے روزے رکھنے کا ثواب عطا فرمائے گا۔ آج کا دن سال کے ان چار دنوں میں سے ایک ہے دن میں روزہ رکھنا خاص فضیلت اور خصوصیت کا حامل ہے۔

۳۔ آج کے دن دورونزدیک سے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کی زیارت پڑھے۔

۴۔ اس دن حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کی وہ زیارت پڑھے۔ جو امام جعفر صادق علیہ السلام نے پڑھی اور محمد بن مسلم کو تعلیم فرمائی تھی۔

۵۔ جب سورج ذرا بلند ہو جائے تو دورکعت نماز بجالائے کہ ہر رکعت میں سورہ الحمد کے بعد دس مرتبہ سورہ قدر اور دس مرتبہ سورہ توحید پڑھے۔ نماز کا سلام دینے کے بعد مصلے پر بیٹھا رہے اور یہ دعا پڑھے:

اللھم انت حی لایموت الخ

اے اللہ! تو وہ زندہ ہے جسے موت نہیں

یہ بہت طویل دعا ہے اور اس کی سند بھی کسی امام معصوم تک پہنچتی دکھائی نہیں دیتی، اس لیے یہاں ہم نے اسے نقل نہیں کیا۔ تاہم جو شخص پڑھنا چاہے وہ "زادامعاد" میں دیکھ لے۔

۶۔ آج کے دن مسلمانوں کو خاص طور پر خوشی منانا چاہیے، وہ اس دن کی بہت تعظیم کریں۔ صدقہ وخیرات دیں اور مومنین کو شادمان کریں۔ نیز ائمہ طاہرین کے روضہ ہائے مقدس کی زیارت کریں۔ سید نے کتاب "اقبال" میں آج کے دن کی تعظیم وتکریم کا تفصیلی تذکرہ کیا اور فرمایا ہے کہ نصرانی اور مسلمانوں کا ایک گروہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کے دن بہت تکریم کرتے ہیں، لیکن مجھے ان پر تعجب ہوتا ہے کہ کیوں وہ آنحضرت کے یوم ولادت کی تعظیم نہیں کرتے کہ جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت بہت بلند مرتبہ ہیں اور ان سے بڑھ کر فضیلت رکھتے ہیں

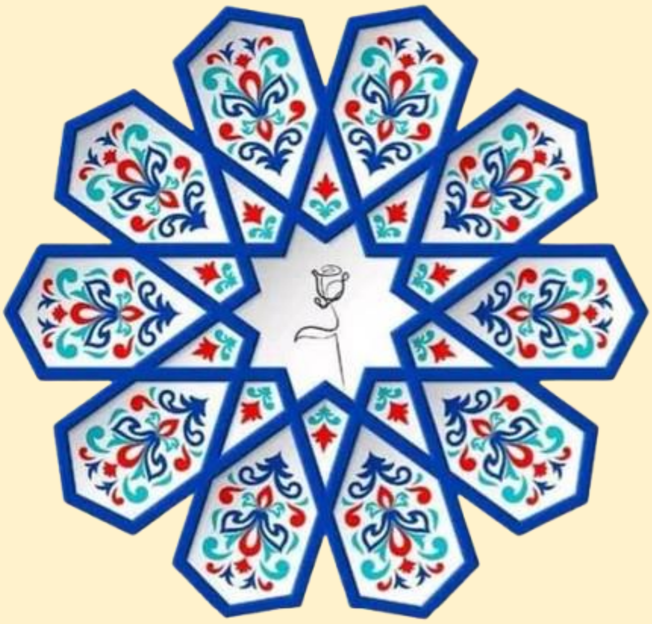

# مفاہیم قرآن

عالی جناب مولانا سید حیدر عباس رضوی صاحب الہ آبادی کانگو افریقہ

َبًّا

اب کے معنی چراگاہ اور خود بخود اگنے والی گھاس کے ہیں۔

وَ فاکِهَةً وَ أَبًّا

سورہ عبس ،آیت ۳۱

سورہ عبس میں ابا کا لفظ فاکہ کے ساتھ ذکر ہوا ہے۔

حاکم نیشابوری نے مستدرک میں یہ حکایت نقل کی ہے کہ کسی نے خلیفہ دوم سے پوچھا کہ آیت میں موجود سارے الفاظ پتہ ہیں لیکن ابا کے معنی نہیں معلوم۔

انھوں نے طیش میں آکر اپنا عصا پھینک دیا اور کہا کہ جو نہیں جانتے اسکو جاننا ضروری نہیں۔

## 2مفاہیم قرآن

سورہ صافات، آیت 140

اباق یعنی فرار کرنا

إِذْ أَبَقَ إِلَى ٱلْفُلْكِ ٱلْمَشْحُونِ

حضرت یونس علیہ السلام غصہ کے عالم میں بھری ہوئی کشتی کی طرف دوڑے،

عبد آبق یعنی فراری غلام،

إلهي هل يرجع العبد الآبق إلا إلى مولاه

دعائے استغفار صحیفہ سجادیہ

کیا کوئی فراری غلام اپنے مولا کے سوا کسی اور کے پاس لوٹ کر جاتا ہے۔

## 3مفاہیم قرآن

إِبلِ- جَمَلُ- نَاقَةٌ

عربي زبان میں 🐫 اونٹ کے لئے مختلف الفاظ استعمال ہوتے ہیں جنمیں یہ تین الفاظ قرآن میں آئے ہیں۔

إِبلِ- جَمَلُ- نَاقَةٌ

### إِبلِ

ابل کے معنی اونٹ کے ہیں چاہے نر ہو یا مادہ

أَفَلَا يَنظُرُونَ إِلَى ٱلۡإِبِلِ كَيۡفَ خُلِقَتۡ

سورہ غاشیہ، آیت 17

کیا یہ لوگ اونٹ کی طرف نہیں دیکھتے ہیں کہ اسے کس طرح خلق کیا گیا ہے۔

### جَمَلُ

جمل کے معنی نر اونٹ کے ہیں۔

---وَلَا يَدۡخُلُونَ ٱلۡجَنَّةَ حَتَّىٰ يَلِجَ ٱلۡجَمَلُ فِي سَمِّ ٱلۡخِيَاطِ ---

سورہ اعراف، آیت 40

اور نہ وہ جنت میں داخل ہونگے جب تک اونٹ 🐫 سوئی کے ناکے میں داخل نہ ہو جائے۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ نہ اونٹ سوئی کے ناکے سے پار ہو سکتا ہے نہ ہی یہ لوگ جنت میں جا سکتے ہیں۔

نَاقَةَ

ناقہ کے معنی اونٹنی کے ہیں۔

فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ ٱللَّهِ نَاقَةَ ٱللَّهِ وَسُقْيَٰهَا

سورہ شمس آیت 13

تو خدا کے رسول نے کہا کہ خدا کی اونٹنی اور اس کی سیرابی کا خیال رکھنا۔

حکایت ۔

مسعودی نے مروج الذہب میں یہ داستان لکھی ہے کہ کوفہ کا رہنے والا ایک شخص اپنے اونٹ پر سوار ہوکر شام آیا، وہاں ایک شامی نے اس کا راستہ روک کر کہا کہ یہ اونٹنی میری ہے ، دونوں میں جھگڑا ہوا اور دونوں معاویہ کے پاس پہنچے اور اس کو ماجرا بتایا اور شامی میں اپنی حمایت میں پچاس گواہ پیش کئے ، معاویہ نے فیصلہ کیا کہ یہ اونٹنی شامی کی ہے ، کوفی نے کہا کہ بادشاہ انصاف کرو یہ اونٹنی نہیں اونٹ ہے ، ان گواہوں کو یہ بھی نہیں پتہ ہے ۔۔معاویہ نے کہا فیصلہ ہو چکا ہے اب بدلا نہیں جا سکتا۔

پھر اونٹ کے مالک کو بلا کر معاویہ نے کہا کہ کوفہ جاکر علی سے کہہ دینا کہ معاویہ کے پاس لاکھوں ایسے لوگ ہیں جو اونٹ اور اونٹنی کا فرق بھی نہیں جانتے۔

)ایسے لوگ حق و باطل کو کس طرح پہچان سکیں گے (

**4مفاہیم قرآن**

إباء

ابا کے معنی انکار کرنے کے ہیں،

1۔ یہ انکار کبھی اکڑ اور تکبر کی بنیاد پر ہوتا ہے جیسے شیطان کا سجدہ سے انکار کرنا ۔

...فَسَجَدُوٓاْ إِلَّآ إِبۡلِيسَ أَبَىٰ وَٱسۡتَكۡبَرَ....

سورہ بقرہ،آیت ۳۴

ملائکہ نے سجدہ کیا لیکن شیطان نے انکار کیا اور تکبر کا مظاہرہ کیا۔

2۔ اور کبھی انکار عاجزی کی بنا پر ہوتا ہے جیسے زمین ،آسمان اور پہاڑوں کا امانت الہی اٹھانے سے انکار کرنا۔

إِنَّا عَرَضۡنَا ٱلۡأَمَانَةَ عَلَى ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلۡأَرۡضِ وَٱلۡجِبَالِ فَأَبَيۡنَ أَن يَحۡمِلۡنَهَا وَأَشۡفَقۡنَ مِنۡهَا

سورہ احزاب آیت ۷۲

بیشک ہم نے امانت کو آسمانوں ،زمین اور پہاڑوں کے سامنے پیش کیا اور سب نے اٹھانے سے انکار کیا اور خوف ظاہر کیا۔۔۔

3۔ اور کبھی انکار بے توجہی کی بنا پر ہوتا ہے جیسے لوگوں کا قیامت کا انکار کرنا،

وَلَقَدۡ صَرَّفۡنَٰهُ بَيۡنَهُمۡ لِيَذَّكَّرُواْ فَأَبَىٰٓ أَكۡثَرُ ٱلنَّاسِ إِلَّا كُفُورٗا

سورہ فرقان،آیت ۵۰

ہم نے ان کے درمیان پانی کو طرح طرح سے پیش کیا تاکہ یہ لوگ نصیحت حاصل کریں لیکن انسانوں کی اکثریت نے ناشکری کے علاوہ ہر بات سے انکار کیا۔

5مفاہیم قرآن

5أَثَاث وَمَتَاع

اثاثہ یعنی وہ چیزیں جو گھر کے کام آتی ہیں اور متاع اس سے عام ہے ، ہر اس چیز کو متاع کہتے ہیں جو زندگی کے کام آئے چاہے گھر کے اندر استعمال ہو یا گھر کے باہر۔

وَمِنۡ أَصۡوَافِهَا وَأَوۡبَارِهَا وَأَشۡعَارِهَآ أَثَٰثٗا وَمَتَٰعًا إِلَىٰ حِينٖ

سورہ نحل ،آیت ۸۰

اور پھر جانوروں کے اون روئیں اور بالوں سے مختلف سامان زندگی اور ایک مدت کے لئے کام آنے والی چیزیں بنا دیں۔

قرآن مجید نے جانوروں کے بال اور کھال سے بننے والی چیزوں کو اثاثہ اور متاع کہا ہے یعنی بہت ساری چیزیں ایسی بنتی ہیں جو گھر کے اندر کام آتی ہیں اور بہت ساری چیزیں ایسی ہیں جو گھر کے باہر بھی کام آتی ہیں

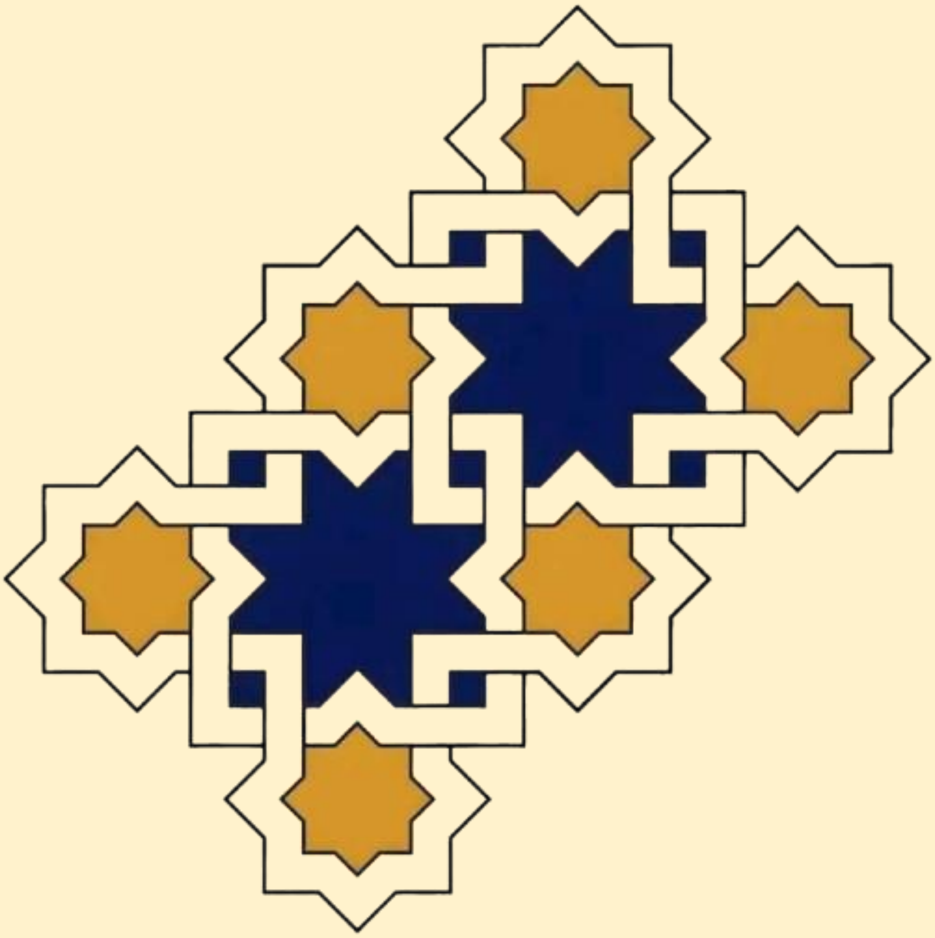

# نوحہ

## اے شہرِ نبی پہچان ذرا ہم لوگ مدینے والے ہیں

**عالی جناب مومن اختر زیدی صاحب پھندیڑوی**

اے شہرِ نبی پہچان ذرا ہم لوگ مدینے والے ہیں..

پردیس میں ہم کو لوٹ لیا ہم لوگ مدینے والے ہیں

پھولوں پہ سفر کرنے والے کانٹوں سے گزر کر آئے ہیں

امت نے ستم جو ڈھائے ہیں فریاد دلوں پر لائے ہیں

تاراج نبی کا کنبہ ہوا ہم لوگ مدینے والے ہیں

لیتے تھے نبی جس کے بوسے اُس سوکھے گلے کو کاٹا گیا

تھا جانِ پیمبر جانِ علی جو کربو بلا میں مارا گیا

مارا ہے ہمیں بے جرم و خطا ہم لوگ مدینے والے ہیں

کچھ دور پہ دریا بہتا تھا اورپیاسہ تھا میرا اصغر

پانی کے لئے عبّاس گئے اور مارے گئے وہ دریا پر

مَردوں میں فقط عابد ہے بچا ہم لوگ مدینے والے ہیں

تشہیر تھی آلِ احمد کی بازار سجائے جاتے تھے

ناموسِ نبی تھیں بے چادر اور شامی جشن مناتے تھے

آئی نہ مسلمانوں کو حیا ہم لوگ مدینے والے ہیں

جو جان سے پیارے تھے ہم کو سب کربو بلا میں سوئے ہیں

بازار میں شام و کوفہ کے ہم خون کے آنسوں روئے ہیں

ہم کہتے تھے دے دو ہم کو ردا ہم لوگ مدینے والے ہیں

جو چاہے انہیں جیسے مارے ظالم یہ منادی دیتے تھے

اور اس پہ مصیبت وہ ہم کو باغی باغی بھی کہتے تھے

مارو نہ ہمیں عابد نے کہا ہم لوگ مدینے والے ہیں

انگارے جو پھینکے کوٹھوں سے عابد کے گرے سر پے آکر

کس طرح ہٹاتا وہ سر سے پہنے تھا ہتکڑیاں لنگر

پھر جلتا عمامہ کہنے لگا ہم لوگ مدینے والے ہیں

نرغہ تھا مسلمانوں کا اور معصوم سکینہ پیاسی تھی

جب منھ پہ تماچے لگتے تھے بچّی یہ تڑپ کر کہتی تھی

پہچانوں ہمیں تم بحرِ خدا ہم لوگ مدینے والے ہیں

پہچانا نہیں ہے کیا ہم کو اے شہرِ مدینہ بھول گیا

تعظیم ہماری بھول گیا احمد کا گھرانہ بھول گیا

یثرب کی فضا اب تو ہی بتا ہم لوگ مدینے والے ہیں

جب گونجی یہ مومن آہو بکا غمگین ہوئی یثرب کی ہوا

تربت میں تڑپتے تھے احمد ہل جاتی تھی قبرِ خیرِ نساء

رو رو کے پیمبر نے دی صدا یہ لوگ مدینے والے ہیں

# قصیدہ

## عالی جناب مولانا مرزا اظہر عباس صاحب سانکھنوی

فارغ التحصیل جامعہ بیت العلم

قرآں اگر نہ کرتا مدحت رسول حق کی
ہم کس طرح سمجھتے عظمت رسول حق کی

چھوڑے ہوئے ہے امت سیرت رسول حق کی
زندہ رکھے ہے عترت سنت رسول حق کی

لب و لباب یہ ہے قرآں کی آیتوں کا
لازم ہے ہر بشر پہ طاعت رسول حق کی

ہے فیض سب کا سب یہ قرآں کی آیتوں کا
ہم کررہے ہیں جو بھی مدحت رسول حق کی

ہوتا زمانے بھر میں ظلمت کا دور دورہ
ہوتی نہ گر جہاں میں بعثت رسول حق کی

جلوے سے جس کے موسی بے ہوش ہوگئے تھے
اس نور سے ہوئی ہے خلقت رسول حق کی

معراج کے سفر سے ثابت یہ ہوگیا ہے

خالق سے کس قدر ہے قربت رسول حق کی

مکہ مکرمہ تو یثرب منورہ ہے

عظمت بڑھا گئی ہے نسبت رسول حق کی

پابند وحی قدرت ہر اک ادا نبی کی

اس سے زمانہ سمجھے رفعت رسول حق کی

نہج بلاغہ اس کا اعلان کر رہی ہے

احسان کبریاء ہے بعثت رسول حق کی

عظمت زمانہ سمجھے قرآں قصیدہ خواں ہے

ہے دولت خدیجہ دولت رسول حق کی

ہے فن نعت گوئی عمران کے سبب سے

کی پہلی بار ایسی مدحت رسول حق کی

دشوار کتنا ہوتا تبلیغ دیں کی کرنا

عمران گر نہ کرتے نصرت رسول حق کی

# ماہنامہ

# صدائے علم

## ربیع الاوّل ۱۴۴۷ اگست ۲۰۲۵

JAMIA BAITUL ILM
Phanderi Sadat Amroha Up India -244231
جامعہ
بیت العلم
پھنڈیڑی سادات امروہہ
بانی ادارہ
مولانا سید غلام رضا زیدی

IMAM HUSAIN
Social Welfare Trust

स्थायी मान्यता प्राप्ति वर्ष 2014 — اعلیٰ دینی وعصری تعلیمی درسگاہ — (राजकिय मान्यता प्राप्त)

# मदरसा बैतुल इल्म

# مدرسہ بیت العلم

پھنڈیڑی سادات، ضلع امروہہ (یوپی)

फन्देड़ी सादात, ज़िला अमरोहा (उ०प्र०)

Molana Sayed Ghulam Raza Zaidi Sb.

# MADARSA BAITUL ILM

Vill. & Post. Phanderi Sadat, Distt. Amroha (U.P.)-244231
Mob.: 9758969866, 9927422301